

الشيء الذي كان السجدة
ان من كتبها من كتبها

اجتهدت كتابها لاجواب ابن سينا وشمس الدين روافي في شرحه

زبائح

تتمت كتابته في شهر ربيع الثاني سنة ١٠٠٠ هـ

بمطبعة دار الكتب المصرية
بمطبعة دار الكتب المصرية

مختصر تسلیم (معروف بہ) نقش اول

ابن سبن کو بشارت ہو کر فن تالیف کو ہی میں ایک ایسی نادر کتاب پر طبع ہو کر اسکی نظیر آج تک عرصہ وجود میں ظاہر نہیں ہوئی
 اگرچہ چند کتاب ہیں اس قسم کی جسب تک ہیں کہ اوزن پر عدد کے الفاظ لکھے گئے ہیں مگر سوقت ایک کسی استاد و کمال کی کوئی
 اس فن میں چھپرے نکل نہیں ہوئی تھی اور نہ امر ظاہر ہو کہ کوئی کام سوقت تک رست نہیں ہوتا جب تک استاد و کمال کے
 سے نہ نکلے فی الحال ایک کتاب **مختصر تسلیم** معروف نقش اول پہلے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس قدر
 سخنوری بادشاہ تسلیم سے ہی پروردی جاہلہ سنی الفاضل صاحب تسلیم سموائی مرحوم و منقور است و مشہور کتاب
 منشی صاحب نے اسکو نسخی نہیں اور سلیس فارسی زبان میں لکھا ہے جسکو مبتدی بھی بہت آسانی سے سمجھ سکتی ہے۔ اس کتاب
 باعراق فارسی نسخہ کو لاتی ہے۔ اول اس میں بہت فوائد ضروری اس فن کے بیان کئے گئے ہیں پھر سب سے آسان
 تا باری فریم کو جو اس قسم نے لکھے ہیں وہ بھی لکھے گئے ہیں جنکو دیکھ کر اہل فن کو کلمات اسانڈہ سے ظاہر ہو گئے
 اور سے اس میں ایسی برہنہ ہیں کہ اگر باحد اعجاز کا پتہ نہیں در حقیقت ان تاریخوں کو دیکھ کر مبتدی کو اس فن میں ہی آسانی
 ہو جاتی ہے اور جو شخص کچھ مہارت اس فن میں رکھتا ہو وہ نہیں تاریخوں میں کمی بیشی کر کے زمانہ حال کا تاریخین کا
 تقیہ اور تخریج وغیرہ افسانہ تالیف کے تمام نکات اور اسکی نشان بہت تفصیل سے مذکور ہیں صورتی مینوی تاریخین میں
 اور سب سے زیادہ ایسی الفاظ آتے ہیں کہ انہارہ سوگ جو ضروری کام آتا اس فن کی میں عربی اور فارسی اور اردو کے
 کثرت سے جمع کی ہیں کہ طالب علم مولدہ تاریخ میں نہایت سہولت ہوتی ہے علاوہ اسکے بڑی عمدہ بحث یہ لکھی ہے کہ
 مدد وہ اور ایسے مودہ اور تاسے فوقانی اور کاف تازی اور نون اور واو اور ما اور ہمزہ اور یا وغیرہ میں
 کے اعداد و زین جو موزن کا اختراع ہو اسکی تحقیق بہت اچھی طرح کی ہے اور ہر ایک قسم کی مثالیں تاریخ کی کلام اسانڈہ سے
 مولف علیہ الرحمۃ نے دیا ہے جن میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اول ان الفاظ کی ترتیب بتاؤ مشہور تاریخی یہودی نے لکھی
 بعد سخن کمال تکبیر مہدی نے ہر اضافہ کیا پھر میرزا عبدالقادر بیدل نے اسے سب سے بہت الفاظ مفرد اور مرکب
 وہ چند کر دیا۔ پھر منشی رابع الدین جو مولف نے اسے اضافہ کیا۔ یہ سب نسخے مولف میرور کے کتب خانہ میں آتے
 آتے تھے اور مطبوع نہ ہونے کی وجہ سے کسی دست نسخے مولف میرور نے ہی اونپر اسقید اضافہ کیا اور اپنی طبع
 ایسے ایسے عجیب اختراعات کئے ہیں کہ اب نہ سوزد حقیقت اس فن کا مخزن ہو گیا اور ظاہر ہے کہ جب اسکی ترتیب اسے
 نے کی ہے تو وہ کتاب کسی لاجواب اور عزیز الوجود ہوگی۔ سوال اسکے عالی خیال مولف نے زمانہ حال کے مورخوں کی
 کو بھی اس کتاب میں آئینہ دکھایا ہے۔ فی الحال یہ کتاب بطبع زیر عظم مراد آباد میں زیر طبع ہے۔ جو صاحب اسکی پیشگی
 فرمائیں گے اور نسخے مع معمول معمول کاغذ پر **عہد** لئے جائینگے کہ اور وعدہ یہ ہے کہ جب چارخچر چپ جائے
 اس پہنچ جائینگے اسی طرح تمام کتاب پیچھے کی اور بعد تیار ہی کتاب کے دو روپے (عہد) قیمت ہوگی
 کاغذ پر پیشگی (عہد) اور البعد دو روپے آئینہ آئے (عہد) ہوگی۔

المستقر محمد امجد علی مالک اخبار میر عظیم مراد آباد

۶۹۱۶۳۱
د آف
۱۲۸۵۹

UNIVERSITY SECTION

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U12859

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نفت ہو چشم مرسلین کے لئے
اسلام سے تم اطہار
جان قدربان دل نثار کروں
شاہ درویش غویٰ و نسل اللہ
وہ مخاطب مشیر قصیر مہند
اور نسر زبیر دلپذیر خطاب
اسکے دینے سے نامہ دینے کا
دل خستہ زانہ سے بھی بڑا پایا
سو ہنر ایک ذات میں دیکھے

CHECKED BY

محمد ہوشیار حسین کے لئے
اسلام سے چہار یار کبار
مرح نواب نامہ دار کروں
حاجی وزیر و خد آگاہ
وہ زمیں دلاور خستہ مہند
قصیر مہند سے مشیر خطاب
اس سخی کا ہے کام دینے کا
کیا خزانہ بھیہرا پڑا پایا
سو ہنر ایک بات میں دیکھے

<p>تا قیامت مرے حضور میں اسکو کھنا مرے خدا آباد ہمتو آرام پور کے ہیں جسکا کھاتے ہیں اسکا گاڑی ہیں</p>	<p>سند آرا سے رامپور زمین ہو عجب شہر مصطفیٰ آباد سب سے رامپور کہتے ہیں خیر نواب کی سناتے ہیں</p>
---	--

صفت عشق

<p>کچھ طبیعت کا امتحان کروں میں ڈانٹھیں مجھ بلایان اسکی میں ڈیہ یطف جان دیکے لئی بٹان عاشق نشان عاشق ہے آرزو آبروتے عاشق ہی عشق خبت ہی آدمی کے تے مرمٹوں کا نشان رہتا ہے دو دوسرے یاد رشک نہیں ہے یہ دلون کو اچھا رویتا ہے یہ دلیروں کو شیر کرتا ہے اس سے رسم کا دم نکلتا ہے زندہ وہ ہے جو اس میں مرتا ہے</p>	<p>خوبیان عشق کی بیان کروں سب نے کی ہیں برائیاں اسکی دل بنا ہی اسی مرے کے لئی عشق تارے تو ان عاشق ہے عشق ہی آرزوتے عاشق ہی عشق نعمت ہی آدمی کے تے دل اسی سے جو ان رہتا ہے عشق کا داغ غیرت گل ہے عشق کیا کیا بہا رویتا ہے بزدلون کو لوسید کرتا ہے عشق سے کس کا زور چلتا ہے خاک سے عشق پاک کرتا ہے</p>
---	--

شیوہ خاص ہے یہ عام نہیں
 اس سے گناہ نام نام پاتے ہیں
 یوں ہوشور قیس ساقلاش
 عشق کے نام پر نثار ہوں میں
 عشق کا درد راحت جان ہے
 یہ ہر ٹکسال نقد جان کے لئے
 اس سے دل کا چلغ روٹن ہے
 عشق سے رہتی ہے طبیعت گرم
 عشق کے کھیل سے کھیلے ہیں
 عشق کے لطف سے پاتے ہیں
 عشق سے دل گرا رہتا ہے
 سو دوا میں ہیں اک کسک اک
 یہ ہے مشوق نوجوانوں کا
 عشق سے آہستہ آتی ہے
 عشق سب بل نکال دیتا ہے
 ہو مسلم ہزار مجنون کا
 عشق کا لطف زندگی کا ہے

جو نکمے ہیں اور نکا کام نہیں
 اس سے ناکام کام پاتے ہیں
 یوں ہوشور ایک سنگراش
 اس کے انجام پر نثار ہوں میں
 عشق کا زہر آبِ حیات ہے
 یہ کوئی ہے امتحان کے لئے
 آنکھ روشن دماغ روشن ہے
 شعلہ زویون کے ساتھ صحبت گرم
 سو پر نیراد ہم اکیلے ہیں۔
 کیا کہیں کیا فرے اور آئین
 ناز میں بھی نسیا رہتا ہے
 سوادا میں ہیں اک لٹک اسکی
 یہ ہے محبوب راز و انون کا
 آدمی کو ہر وقت آتی ہے
 عشق سانپے میں ڈھال دیتا ہے
 سبق آموز ہے فلاطون کا
 زندگی کا فرا جوانی ہے

<p>عشق تفت میں لیکے جاتا ہے یہ مری زبان ہی ظہار کھے اس سے تو بہ کرے تو کا فر ہو اثر عشق نشہ سے ہے اس نشہ میں چور ہوتا ہے</p>	<p>عشق عاشق کو مغبوتا ہے عشق ایمان ہی خدا رکھے عشق باطن جو عشق ظاہر ہو نار عشق تفت سے ہے اس سوز کو سرد ہوتا ہے</p>
--	--

ساقی بہ

<p>تو بجز مے کے اور کیا مانگوں یہ دعا اور مستجاب نہو پارسائی کے پھول ہو جائیں ختم گردون کو چھیدہ والوں میں کرہ مار آتش تر ہو پھ بطمی کی طرح پھرے گردوں ساقی می ہو چہا در ستاب بیکدہ مہم مکان ہو جائے سرکہ پر ہو نقین یا دہ ناب آب قلزیم شراب ہو جائے الہ مہ دمان ساعہ ہو</p>	<p>ساقیا میں اگر دعا مانگوں یہ دعا اور کا سبب نہو یہ دعائیں قبول ہو جائیں منہ سے نالے اگر نکالوں میں وردی سطل خاک یکسہ ہو سوجزن ہو وہ بادۂ گلگون ختم گردون سے آئیں کوشرب نغم می آسمان ہو جائے نہک شوق کا ہو جواب کاش می حباب ہو جائے مہ انور لبان ساعہ ہو</p>
--	---

<p>بیل انکور کی ہو گا کھشان شورِ قلقل ہونا لبیل کا گے مستوئی طسح پر فائدہ لب قاضی پہ وشر بو ہودہ امم ساری دنیا ہو اورستی ہو آنکھ پید اہو تو گلابی ہو + اتہا کی ہر مھکتو شہہ بیبی اور ہی شے جو رحمت بادی ساغرو جامہ کے فرے ٹھمن ہی ہی نار نور کی صورت کھولنے سو حجاب کی بائین</p>	<p>ساغرابوہ آہستہ زبان گل مین ہوزنگ ساغزل کا گر یہ شمع بھی ہو ستانہ مخمس شوق کی ہو سے آشام را تذب نفل سے پرستی ہو مردم دیدہ تک شرابی ہو خوف کیسا کمان کی بے ادبی کس کو نہت گنگاری + مے کلف ام کے فرے ٹھمن اس پر ہی کی ہو حور کی صورت وہ ہین مست شراب کی بائین</p>
--	---

نالہ بگر سوز در بیان تاو ک فگنی عشق دوز

<p>ما جراتے ستم کمون نہ کمون سو کی مین ایک باتا کتا ہون دل لگانے کا خوب پھل پایا انکو پتھر کا جانتا تھا مین</p>	<p>دوستو حال غم کمون نہ کمون مغفقر وار دات کہت ہون موتون مین نے خون دل کھایا ان ہون کو نہ مانتا تھا مین</p>
--	--

دل ستایا ہوا سزا رو کا
 خوب تکلیف عشق پائے ہوئے
 نہ بٹھاؤن پری کو محبت میں
 عشق کے دام سے رہائی تھی
 چیکے چیکے نہ شب کو روئے تھی
 طبع بپاش تھی طلال نہ تھا
 اب کسی سے نہ دل لگائینگے ہم
 دل لگی سے رہا بدل انکار
 ان بتوں سے مجھو بچاے خدا
 ان بتوں کو مری بلا چاہے
 تو بہ کر لی پیام سے میں نے
 اس پیام و سلام سے نفرت
 گو طبیعت تو گدگداتی تھی
 آگ لگ جائے اس محبت کو
 عشق مدت سے تھا جو ناپیدا
 بجھ گیا تھا چراغ رسوائی
 موت کی شکل پھر نظر آئی

داغ کھایا ہوا ہزاروں کا
 بیوفاؤن سے سنج اٹھائے ہوئے
 حور ہو تو شبائون جنت میں
 پارسائی سے پارسائی تھی
 چین سے اپنی نیند سوتے تھی
 کسی محبوب کا خیال نہ تھا
 حمد پر عہد تھا قسم پر قسم
 لاکھ تو بہ سزا استغفار
 حاصل دین نہ حاصل دینا
 میں نہ چاہوں اگر خدا چاہے
 ہاتھ اوٹھا یا سلام سے میں نے
 تھی محبت کے نام سے نفرت
 پر کسی سے نہ میل کھاتی تھی
 چھٹی کی دیر تھی طبیعت کو
 اس نے پھر دلو کہ کیا پیدا
 پھر ہوا تازہ داغ رسوائی
 چوٹ مدت کی پھر اٹھ برائی

پھر ہو میں دل میں حسرتیں آباد
 پھر ہوا شوق جہبہ سانی کا
 صہبر یاروں کا پار تھا سزا
 بکسِ غم سے داغ بھنتا ہے
 نہیں چھٹی ہے لاگ اُلفت کی
 دل کو یہ لاگ چاک کرتی ہے
 آہ سے بھی شر بر سے ہیں
 کیا ٹھکانا ہے آتشِ غم کا
 سوز پہاں سے جان ملتی ہے
 طمانہ دل میں داغ روشن ہو
 ہو قیامت کا سوز داغِ جبک
 لب پہ ہر دم جلے بھنے نلے
 جل گیا جب کسی سے بولے ہم
 حسرت آتی ہو اپنی حالت پر
 اب وہ دکھ درد روز بھر تا ہوں

نالے دینے لگے مبارکباد
 پھر جا رنگ آشنائی کا
 جہر پر اختیار تھا سزا
 کون اس دل جلے کی سنتا ہے
 نہیں سمجھتی ہے آگ اُلفت کی
 دل کو یہ آگ خاک کرتی ہے
 نفسِ سر و کو تر سے ہیں
 سینہ اک طبقہ ہے جہنم کا
 اف کئے سے زبان جلتی ہے
 رات دن یہ چراغِ روشن ہو
 نار دوزخ ہو جسکی خاکستر
 پڑ گئے ہیں زبان میں چھالے
 پھوڑتے ہیں جلے پھولے ہم
 پڑیں تپتے ہوں کی چاہت پر
 اس زمانہ کو یاد کرتا ہوں

گرفارشدن دل درینج و سخن دامن گسری ہی بگر
 از زلف شکرین

آگیا بے نظیر کا مسیلا
 آفت جان نا تو ان دیکھی
 جلوہ دیکھا جو جو طلعت کا
 دیکھ کر اس پر ہی شام تل کو
 دل کو مین ڈھونڈھتا رہا نہ ملا
 رنگ چہرے سے آگیا کو سون
 آبرو کا لحاظ و پاس کے
 پار و غنوار و مونس و ہم دم
 داغ تو ما جرا بیان تو کر
 کیوں ہو ایسا او داس خیر تو ہو
 سوچو اپنا برا بھلا و بیکو
 شمع سان جسم زار گھلنا تھا
 جستجو میں بڑے بڑے عیار
 ہنشین و ندیم مضطر تھے
 سب سارنج تھا حسینوں کو
 منہ پر ہراک کے اشک سے تھر
 اسطرح کا فرسیم و فرزانہ

دل باپنہ وضع کھل کھسیلا
 یک بیک مرگ ناگمان دیکھی
 سامنا ہو گیا قیامت کا
 رہ گیا تمام تھا مگر دل کو
 آنکھ ملے ہی پھر تیا نہ ملا
 دل سے مین مجھے دل جدا کو سون
 ہوش میں آؤں یہ جو اس کے
 کہ رہی تھے تجھے خدا کی قسم
 تج کو کیا ہو گیا بیان تو کر
 کیوں آئے ہیں جو اس خیر تو ہی
 دیکھو نواب سپہ نزا و بیکو
 پر کسی پر یہ بھید گھلنا تھا
 ہنوا کو ہی واقف اسرار
 سب طبیب و حکیم مضطر تھے
 داغ سا داغ ہمہ حسینوں کو
 اٹھ ملتے تھے اور کہتے تھے
 اے تری شان یوں ہو دیوتا

ہو غضب سپہ چال چل جائے
 دوست دشمن سی خوب واقف تھا
 عشق میں آزمودہ کار اسے
 نام سے اس کے عشق کرتے ہیں
 صادق القول صادق الاقرار
 کس نے خاموشی کر دیا اس کو
 جوٹ کھائی ہوئی طبیعت ہے
 لے گیا دل نکال کر کوئی
 کیا گلچہ نکل گیا اس کا
 خیر سے شرمین طبیعت میں
 فخر مند و ستان کمان ایسا
 کس فسون ساز نے اسی مارا
 سحر بنگالہ نے حلال کیا
 داغ سے شخص کی یہ جان ہی
 بالہی سنبھالنا اس کو

اس کا قابو سے دل نکل جائے
 یہ ہر اک فن سے خوب واقف تھا
 بھر بھرتے تھے ہوشیار سے
 بیکردن رنگ اس نے برتے ہیں
 یہ وفادار خیمہ شمع سار
 کس نے بیوشی کر دیا اس کو
 کسین آئی ہوئی طبیعت ہے
 اک نظر دیکھ بھال کر کوئی
 مال کیسا بدل گیا اس کا
 صلح کل ہو یہ آدمیت میں
 خوش بیان خوش زبان ایسا
 کس قابو نے اسے مارا
 کس قیامت نے پا مال کیا
 وہ پری چہرہ کیا قیامت ہی
 اس بلا سے نکالنا اس کو

صفت معشوق آف جان و غارت گردین امینا

دین و دنیا کی کچھ خبر ہی نہ تھی

مجھ کو اس حال پر نظر ہی نہ تھی

عشق نے تازہ روپ بدلا تھا
 میلے والوں میں دہو مٹی مہری
 ہوش آیا تو میں نے کیا دیکھا
 رخ سے ظاہر تھا نور کا عالم
 جتنی جتنی بہوؤں کی وہ تحسیر
 چشم خون ریز وہ فساد انگیز
 گردن اسکی پر وہ صدمہ اجماع
 ایسے تھے وہ دونوں قبہ بوز
 گات باگی بدن سڈول تمام
 نگہ مست ہو شہیاری سے
 لب پان خوردہ پر مٹی کی ڈھری
 جوش پر بادہ جوانی سے
 سج دہج آفت غضب تراش تراش
 وہ اٹکتی ہوئی نظر آ رہا
 تشہ حسن کی ترنگ غضب
 شوخیان میں حجاب میں کیسی
 اُت رہے عمد شباب کی تھی

میں بھی سیسے میں اک تماشا تھا
 خوش جالوں میں دہو مٹی مہری
 اک پری چہرہ خوش ادا دیکھا
 اور اوسے غم دور کا عالم
 کین زول اس لکیر پر پو فقیر
 جھکنا گرد فتنہ بختکیر
 ہو صراحی بھی دکھ کر رہا
 تیشہ دل ہو جسے چکنا چور
 فتنہ قد فتنہ چشم فتنہ خور
 رٹنے والی چھری کٹاری سے
 دل ہمار پر تھی رات کڑھی
 یہی چاہ ذوق کا پانی ہے
 کسی اچھو کی دل ہی دل میں تلاش
 وہ بچکتی ہوئی کس آ رہا
 نوجوان کی تھی اُننگ غضب
 لہرائی جواب میں کیسی
 بے پے ہو شراب کی سستی

ہا ہی تیرا کلام مستانہ
 ادھر آنا ادھر سے نکل جانا
 کبھی منہ پھیر کر تفساقل ہے
 کبھی کچھ بانگ بن بھی کر جانا
 خود بخود چتونین بگڑتی ہیں *
 کبھی آنکھیں دکھا کے چل دینا
 آپ اپنے سے شرم کھا جانا
 ہر مرے ساتھ دوسرا تو کون
 اک خموشی میں لاکھ باتیں ہیں
 روٹھتا اور بھی منانے سے
 دل چھلاو کی طرح چھل جانا
 خوب کھوٹا کھرا پر کھ لیتا
 مشتری کو وہ مول لیتے ہیں
 بے نیازی کی شان اور غضب
 حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہے
 شہر کا لطف داغ سے اچھا
 شورا دھکا کہ بس خدا کی پناہ

ہا ہی تیرا کلام مستانہ
 گرتے گرتے کبھی سنبھل جانا
 کبھی منہ پر نقاب کا گل ہے
 کبھی ساتے سے اپنے ڈر جانا
 آنے سے نگاہن لڑتی ہیں
 کبھی کچھ تیوری میں بل دینا
 آنے سے نظر چڑا جانا
 اپنے ساتھ ہے پوچھنا تو کون
 بھولے پن میں ہزار گھاتے ہیں
 ہر نرالی ادا زمانے سے
 اک قیامت کی چال چل جانا
 ہر کسی کو غصہ میں رکھ لیتا
 دل کو نظروں میں تول لیتے ہیں
 حسن کی آن تان ہائے غضب
 ناز جلوے دکھائے جاتا ہے
 رقص طاؤس باغ سے اچھا
 جھڑن اور سنگتی وہ سورج نگاہ

اور ادھر اٹھا رو دو بیچ فساق
 کہدیا دل کا حال باتوں میں
 نرم باتیں کبھی نزلت سے
 مفت دل لیکے نقد جان لینا
 دل مفاہی سے آشاہی نہیں
 جانبِ در جو بھول کر دیکھا
 کیا ہو ایسے کے وصل کی ہیر
 سا دل میں بنا دین کیا کیا
 شہدے لاکھ لاکھ آفت کے
 کچھ اشاروں سے مدعا کتنا
 بھولی بھولی وہ پیار کی باتیں
 کبھی چھپتی ہوئی سنا دینا
 سخنِ ناصواب کہہ دینا
 کبھی دہکی یہ دی کہ سمجھیں گے
 مفت الزام میرے سر دہرنا
 و عدم کرتے ہی سکر دینا
 سیکڑوں بات بات میں گھاتیں

اور اوپر گفت کو ترقی پڑتی
 نرہا کچھ خیال باتوں میں
 گرم فقرے کبھی شرارت سے
 باتوں باتوں میں آسمان لپٹا
 بدگمانی کی انتہا ہی نہیں
 اور سکو تھا وہم کیوں اور ہر دو
 جو ناس میرے خواب کی تعبیر
 اوکھڑی اوکھڑی لگا دین کیا کیا
 فقرے پلٹے ہوئے قیامت کے
 منہ ہی منہ میں بڑا بھلا کتنا
 شوخیان اختیار کی باتیں
 سنا کر تعریف سکر دینا
 محب کو خانہ خراب کہہ دینا
 کبھی گردن ہٹی کہ سمجھیں گے
 بے خطا بے قصور لے مرنا
 چٹکیوں میں مجھے اور دینا
 مٹھی چھپ کرانہ رہی باتیں

پہلے ہونٹوں میں کچھ تہنہم بھی
 ہاؤ وہ قدر و انیان اوسکی
 ایک اک دم میں سو مدار میں
 ہر کسی سے اک التفات کی بات
 سو اگر میں کسی سے کام نہیں
 وضع کے ہو خلاف کیا مستد
 لوگ جو انجمن میں آتے تھے
 کے میں میں کلام کی تہنہم
 دیکھ کر اس کے روئے انور کو
 کبھی شہد سخن کا چرچا تھا
 سات کشتی ہنسی خوشی کیا کیا
 جان نوازی پر اوسکو ناز بھی تھا
 خانہ دوست میس خانہ تھا
 ستم و جور کا گلا کیجئے + +
 شکوہ ہوتا ہی خود پسندوں
 کون کتاہی ناز نے مارا
 دیکھ کر یہ ادا میں آنکھوں کے

مجھ کو کہتے کہ قہر ہو تم بھی
 ہاؤ وہ مہربانیاں اوسکی
 لطف کے دن وہ عیش کی تہنہم
 لطف کا لطف اور بات کی بات
 پر کوئی شاکی کلام نہیں
 ایک سو لاکھ تک نہیں منظور
 پہلے پھولے چمن بن آتے تھے
 سکو حیرت تھی صورت تصویر
 آئے بیٹھے اٹھے گئے گھر کو
 کبھی اپنے وطن کا چرچا تھا
 ہوتی تھی کسلی ولی کیا کیا
 بڑی نیازی میں کچھ نیاز بھی تھا
 ہائے کیا دن تھے کیا زمانہ تھا
 لطف قاتل بنے تو کیا کیجئے
 کیا شکایت نیاز مندوں سے
 مجھ کو اس کے نیاز نے مارا
 کیوں نہ تون من بلا میں آنکھوں کے

<p>آسمان صد بے ہونے والوں میں یہی اندازِ قہر کرتے ہیں ایسے پھندے سے دل ہو گیا آزاد خوب رو کا شکایتوں سے مجھے وہ جیسے جو جھانپ کر تے ہیں دل پھینا ہی وفا کے پھندے میں عیش یہ آسمان نہ دیکھ سکا گردشِ روزگار اور ہوئی</p>	<p>فتنہ حشر پامالوں میں آومی کیا فرتے مٹے ہیں یاد آ رہا ہے مطلع اوستا اُس نے مارا عنایتوں سے مجھے وہ برسے جو وفا میں کرتے ہیں آگیا کس بلا کے پھندے میں چار دن شادمان نہ دیکھ سکا شکل نیل و نسا اور ہوئی</p>
--	--

رفیقِ مشتوق بیدارِ خویش و آہِ وزاری عاشقِ سینہ ریش

<p>آگئی ہجر کی گھڑی سر پر اسکے لب پر پیامِ نصرت کا قصہ ٹھہرا وطن کے جانے کا حسرت آلودہ وہ نگاہیں تھین بات دلی ندب تک آتی تھی</p>	<p>یہ بلا جھیلنی پڑی سر پر میرے دل میں مقامِ حسرت کا رنگ بد لانا زمانے کا شہر آ میر میری آہیں تھین فکر میں آتی عقل جاتی تھی</p>
--	---

مثل کا کل مجھے پریشانی
 نکلے رخصت کا نام روتے تھے
 پھرے عہد وفا جو آپس میں
 دمِ الفت کے ہو گئے قرار
 شکر مہر و وفا کیا میں نے
 گو یہ بندہ وفا کا بندہ ہی
 اس نے مجھے کہا یقین مانو
 جی نہیں جانتا ہے جانے کو
 ہم کو کچھ آرزوئے مال نہیں
 ذر سے مہور ہے ہمارا شہر
 ہو حکومت کی شانِ کاکت
 انتخابِ زمان ہے کاکت
 ہمو بھوکے ہین آدمیت کے
 ایسے ویسوں سے جی نہیں ملتا
 میری تسکین اُسے کو ہی نبی
 آتے جاتے ہین سب خدائی میں
 جان سی جیہیرون نہیں کھوتے

شکل تصویر اور سکویہ رانی
 سب ان خاص و عام روتے تھے
 لکھائیں باہم ہزار ہا قسین
 خط کتابت کے ہو گئے اقرار
 بخشوایا کہا سنا میں نے
 آدمی پھر خطا کا بندہ ہے
 اک سرِ مو نہ فسوق تم جانو
 پر چلے ہن قلوں اوٹھانے کو
 اسکا واسطہ کچھ خیال نہیں
 کونسا دوسرا ہے ایسا شہر
 سلطنت کا نشانِ کاکت
 فخرِ ہندوستان ہے کاکت
 آدمیت کے ساتھ الفت کے
 داغ سا آدمی نہیں ملتا
 یہ تسلی مجھے دے ہی نبی
 مر نہ جانا مری خدائی میں
 اسقدر چھوٹا کر نہیں روتے

بیخ ہی ایسا ہی حال ہوتا ہے
 لطف صحبت کے بھرا دھامین گے
 اس قدر دور برا چہ پور نہیں
 اسی صورت سے اتحاد رہے
 پھر ملین گے اگر حسد لایا
 اور ہم بیف راز مر کے اوٹھی
 خوب روتے مرے گلے ملکر
 تھی او ہر میری جان کی نصبت
 جب نگہ تھاک گئی تو آہ گئی
 دل پکارا کہ میں ہی تو نصبت
 ہانپنے چلے میں لڑکھڑاتے تھے
 اک قدم راہ تھی ہزار قدم
 جان جانے کو مستعد ہر دم
 سب سے پہلے سلام کرتا ہے
 نام اس کھیل کا پوسہ بازی
 اب اوٹھایا فراق کا صدمہ
 قبر کی رات تھی وہ میری رات

جبکہ سنج و دلال ہوتا ہے
 زندگی شرط ہے تو آئین کے
 دل سے نزدیک ہم ہیں دور نہیں
 یاد رکھنا ہمیں یہ یاد رہے
 مصرعہ مست پر رخصت کے فرمایا
 وہ تو ہنلو سے آہ بھر کے اوٹھی
 جب وہ ایک ایک سے چلے ملکر
 او دوراوس مہمان کی نصبت
 ساتھ اس کے مری نگاہ گئی
 روح کہتی تھی مجھ کو دور نصبت
 دل بگر دو دن تھہر تھارتے تھے
 صنف سے چل سکا نہ چار قدم
 اشک آنکھوں میں اور لب پریم
 صبر ٹھہرائے کب ٹھہرتا ہے
 کوئی کھلی نہیں نظر بازی
 پہلے تھا اشتیاق کا صدمہ
 آگئی عجب کہ اندھیری رات

رات گزری مجھے دعا کرتے	تک گیا منہ خدا خدا کرتے
کفہ مضرب مرادوں تھا	دل تھن آئین پیچم تھا

در بیان حالت بحرین بنجار و گلر فلک بحر قنار

اے فلک دادخواہ ہوں تجھے	طالب رشک ماہ ہوں تجھے
یہ ستم دیکھ اور مجھ کو دیکھ	یہ الم دیکھ اور مجھ کو دیکھ
وہ نکیلی ادائیں وہ بیان میں ہیں	وہ سُری مسدا تین کان میں ہیں
گر نہیں وصل یا حسانی کا	لطف کیا ایسی زندگانی کا
ہجر باعث ہو سستہ جانی کا	ہجر دشمن ہو زندگانی کا
ہجر سے زخم جان تان بہتر	ہجر سے مرگ ناگمان بہتر
ہجر دنیا سے لٹکے جاتا ہے	ماقت خاک میں ملتا ہے
دم بہ ہستی ہے ہجر کے غم سے	اسکو پوچھو جناب آدم سے
میرگی ہے جو یہ شبِ غم میں	ہی سید پوش میری ماتم میں
سوئے سر کھول کر شبِ ہجران	اشکِ شبِ غم سے صبح تک گران
اس سیاہی میں کیا سمجھ ہو تو	گھر گیا دو د آتش سرد
دیکھ کر آہ آستین کی شہر	وانت پیسا کے بہت خستہ
داستان گوہ ناکہ شہگیر	خوب سوتی ہے چین سے تھیر

کیوں فلک انتہا جو رہی کچھ
 یوں کسی کو ہلاک کرتے ہیں
 ہمدن پس کر دیا تو نے
 دل ستانے سے درگزر ہی نہیں
 ہو گئے خاک میں پہلے لاکھوں
 میں ہی کیا ہوں ترے جاگنے
 کسی کروٹ سے گل نہیں آتی
 جی بہلتا نہیں کسی صورت
 ضعف سے دو ٹوٹ گئے پہلو
 چشم نناک ہے تو دل غمناک
 تپ دوری چوڑتی ہے مجھے
 ضعف سے قلب تھر تھراتا ہے
 چشم پڑخون سے ندیاں جاری
 بچھتی ہے کوئی شکر کیجے میں +
 دل کی مات بڑی ہے سینہ میں
 لگ گئی کس کی بدعا مجھ کو
 دل سے پھرون کلام کرنا ہوں

ظلم باقی رہا ہے اور جی کچھ
 یوں جلاتے ہیں خاک کر رہیں
 ستیا ناس کر دیا تو نے
 آہ مظلوم سے سزا ہی نہیں
 مر گئے کاٹ کر گلے لاکھوں
 رحمہ کر رحمہ کرفدا کے لئے
 نہیں آتی اہل نہیں آتی
 دم نکلتا نہیں کسی صورت
 چین بستر سے چل گئے پہلو
 سینہ صد پارہ و جگر صد جاک
 و مہدم رنوح چھوڑتی ہے مجھ کو
 درد بھی اوٹھ کے بیٹھ جاتا ہے
 ریش ناخن سے تن پہ گلکاری
 ہوک سی ادھتی ہے کیسے میں
 سانس چلتی چھری ہے سینہ میں
 میرے اللہ کیا ہوا مجھ کو
 زندگی کو سلام کرتا ہوں

غم جانگاہ سپہمان دل کا
 جب فلک پر نگاہ جاتی ہے
 پہونچی ہو آسمان تک فریاد
 دو درِ دل سامیان ہے گویا
 رات دن محسوس پریشان
 دل میں ہر آن کا آہش دوری
 دل ہو بیتاب تو جسک بے چین
 دل میں ہر وقت ایک تازہ ملام
 نامرادی مراد پاتی ہے +
 نامور ہو وہ سیدی گننامی
 یہ جو کلمے قلم زبان نہ ہے
 بیکی سیدی نمکسارون میں
 لطف ملتا ہے جان کھونے کی
 چشم تر پر ہو گوشہ دامان کا
 لحد تنگ کنج نتھائی +
 چارہ گر سے دوا نہیں ہوتی
 درِ دل کا علاج مشکل ہے

اشک نماز راز وان دل کا
 عرش اعلیٰ تک آہ جاتی ہے
 نہ گئی اوس کے کان تک فریاد
 دوسرا آسمان ہے گویا +
 خانہ آباد منانہ ویرانی
 لب پہ ہر وقت ہائے مہجوری
 ہو مصیبت میں گھر کا گھر بھین
 انقلاب زمانہ مشال حال
 تلخ کامی مرنے کی کھانی سے
 پڑا اثر ہو وہ سیدی گننامی
 لوح محفوظ تک نشان نہ ہے
 ناامیدی امید وارون میں
 شاد ہون رات دن کے رونے کی
 چاک ہنسنے لگا گریبان کا
 جیتے جی ستھہ پہ مردنی چھائی
 نہیں ہوتی شفا نہیں ہوتی
 بچکے کل تو آج مشکل ہے

<p> مرض موت کا علاج نہیں موت آتی ہے اس پہاڑی سے محبو میرے نصیب روئے ہیں پیش چلتی نہیں غم سے ہو گئی راسے میں اختلاف رہتا ہے اونکو کپڑے چھڑائے شکل ہیں دیکھ کر دور ہٹ کے جاتا ہے سنتے والوں کے ہوش جا رہے ہیں یہ سٹری ہے کہیں لپٹ نہ رہے لوگ نہیں پڑھتے آتے ہیں اپنے منے سے تنگ کون کہیں مست لای عذاب کون کہیں پامال زمانہ کون کہیں سب میں بے اعتبار کون کہیں صید و ام فریب کون کہیں ہمہ تن انتظا کون کہیں بھیرا سی ٹھہر گئی دل میں </p>	<p> کل جو امیر تھی وہ آج نہیں جان جاتی ہر دل کے آئینے گرد بیٹھے طبیب روتے ہیں نبضیں چھوٹی ہوئی طبیبوں کی ہر کوئی اپنی اپنی کمت ہے جو اطباء کے وخت دل ہیں جو عیادت کو میری آتا ہے میری باتوں سے دم تپتے ہیں بات کی بات میں ہٹ نہ پڑے مردہ وصل کب ٹانے ہیں + دشمن نام و تنگ کون کہیں بسل اضطراب کون کہیں تیر غم کا نشانہ کون کہیں عاشق بے وقار کون کہیں مضطر و ناشکیب کون کہیں چشم بر راہ پار کون کہیں تیغ حسرت او تر گئی دل میں </p>
--	---

اشک اٹکے برس کینے آنکھیں
 سونق کستاہو میرے ساتھ آؤ
 عین ملتا نہیں کہیں مجھ کو
 موت آئی یقین نہیں آتا
 اب کہاں وہ صفائیاں مجھ پر
 رنج کھاتا ہوں اشک پیتا ہوں
 جتنے ارمان ہیں مرے دل میں
 کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
 بھوٹ کر روئے پانوں کا چھلے
 کہ ہوں روکش بہ دیدہ پر مخم
 رنج کھانے سے کام ہو مجھ کو
 فکر آتش کے راز سے خاموش
 الفراق الفراق و روزبان
 جو فوشے ہیں آسمانوں پر
 غم دوری سے جان بیکل ہے
 کوئی مہمان جو میرے گھر آیا
 بلین بلائیں ہزار ماہیں نے

دیکھنے کو ترس لیں آنکھیں
 صنعت کستاہو پیچھے بھی جاؤ
 آسمان ہو گئی زمین مجھ کو
 نفس دایسین نہیں آتا
 چٹ رہی ہیں ہوا سب ان چھپر
 یہی کھاپی کے روز بیتا ہوں
 سب وہ پیکان ہیں مری و لہیں
 ہم جو کیلے تو جان پر کیلے
 بہ گئے جن سے ندیاں نالے
 پانی پانی ہو گریہ آدم ہو
 دانہ پانی حیرام ہو مجھ کو
 کبھی کبھی ہوش میں کبھی بیہوش
 الامان الامان یہ شور و فغان
 ہاتھ رکھے ہوتے ہیں کانوں پر
 آنکھ اوجھل ہے اڑا دھول ہے
 مینے جانا پیسا مبر آیا
 دین و عاقبت ہزار ماہیں نے

آرزو سے وصال کہہ نہ سہی
 جھوٹ بیج بھکوا آڑنا تا ہے
 تیرے منہ میں زبان ہو کہ نہیں
 کونسا تھا وہ آئینہ رخسار
 آئینہ تیرے منہ پہ رہتا ہے
 دام دیکر تجھے خنڈا ہے
 بان زینجا مجھے زلف رانا
 مال باندا اس غلام کو تو
 طایر رنگ اوڑ کے چل نہ سکے
 جاگ کر بے وفاء ہو جانا
 نکسین گے کہ صورت اچھی ہے
 تیری تصویر کا بہانا ہے +
 پہلے تو اسکو چاک چاک کروں
 کیا یہ تصویر لا جواب نہیں
 اونکو تصویر پر بیٹھ رہو م

کیا ہوا تیرا حال کہہ نہ سہی
 عشق ہے یا فقط بہانا ہے
 تجھ میں کجخت جان ہی کہ نہیں
 تھکوکے کا دے گیا آزار
 اس سے کیا اپنا حال کتا ہے
 بھجھہ طرح اپنا دعوا ہے
 بن کے یوسف کہیں نہ اترانا
 اسی باعث سے نیک نام ہو تو
 تیری صورت کہیں نکل سکے
 مٹھنا آئینہ نہ ہو بہانا
 ان گر کچھ طبیعت اچھی ہے
 تیرا خاکہ بہت اوڑنا ہے
 اور پھر میں جلا کے خاک کروں
 سوئے ایک کا جواب نہیں
 محکو تفت پر بیٹھ رہو م

آمدن معشوق و فاشعار پس طلبہای بسیر

خط کتابت کی دہو م و ہام

صورت نامہ و پیام رہے

اور کچھ بطور استمزان
 دیکھو تم بے نظیر کے طے
 تھے بھی رنگ اس کے دیکھو
 کچھ رہو رامپور میں آکر
 پر یہی شرط آ کے سیلو میں
 آئی جس کو جواب میں تحریر
 ایسے پہلے میں کیوں نہ آئیں ہم
 کوئی طے دکھانے والا ہو
 بے بلائے جو آئے کیا آئے
 کیا نہیں ہو شوق خوب کئی
 باغ کی ہم ہماروٹین گے
 سب یہ کہتے ہیں سیر بہتر ہے
 فائدہ کیا ہے ہو حیلے سے
 تم در انداز یوں کو کیا جانو
 فتنہ پر دازیان بھی ہوتی ہیں
 تم کو اسکی خبر بھی ہو کہ نہیں
 جسے تم اتھبائیں کرتے ہو

سارے سیلون سیوی یہ بڑھ کر آئے
 ہر برس ہو شریک اول سے
 تھے بھی ڈنگ اسکو دیکھو
 لطف اوٹھاؤ حضور میں آکر
 پھنس نہ جانا کسی جھیلے میں
 اپنے آنکے باب میں تحریر
 کہ جہاں تسا شخص پائیں ہم
 کوئی ہو بلائے والا ہو
 مٹھ اوٹھائے جو آئے کیا آئے
 کیا نہیں ہو ذوق خوب کئی
 داغ کی ہم ہماروٹین گے
 ہم بھی سمجھے تھے خیر بہتر ہے
 آئیں گے پر ادھی وسیلے سے
 تم فسون ساز یوں کو کیا جانو
 رخصت اندازیان بھی ہوتی ہیں
 نیک و بد پر نظر بھی ہو کہ نہیں
 ہر طرح کی دفا میں کرتے ہو

<p>جو یہ جاہلین یہ سہ پہر تہن چار دن بعد سیر و بچھو گے نام اون کا کبھی نہ لو گے تم کیا قباحت ہے اور دس دن تک صبر کی وہ ہی داد دیتا ہے جاننا ہوں جو ہونے والا ہے</p>	<p>وہ کہین پاس وضع کرتے ہیں طور سب غیر غیب رو بچھو گے میرے کہنے کی داد دو گو تم صبر میں نے کیا برسوں تک دلو جو تیر ہی یاد دیتا ہے اک جہان اپنا دیکھا جالا ہے</p>
<p>نحمدہ نحمدن معشوق از وقت در پہلو علی عاشق صفاق ادن از نصیب انہ امپور رخصت نمن و تسکین و ادن</p>	
<p>اونسے اونسے ہونی نفاق کی بات وہ پڑی شکل جو گمان میں تھی نہیں ہوتی ہین گر میان بہتر عمر پھر جو الف سی بے نہ سنے اک شکایت مریٰ خالی تھی جی محبت سے چھوٹ جاتا ہے کہ بڑھیں رخصت قیامت کی اور پھر کس قدر زبردستی</p>	<p>چار دن میں یہ اتفاق کی بات پیش آئی جو امتحان میں نہ تھی نازنینوں سے زمیان بہتر نہ کسی کو برا کہے نہ سنے کوئی جھڑکی نہ کوئی گالی تھی دل شکایت سے ٹوٹ جاتا ہے اس شکایت نے یہ قیامت کی نشہ زور و زور کی سرستی</p>

وہ چل جاتے یہ خدا نہ کرے
 دل سے پھر عمر حبسین نکلی
 جب اوٹھادے طمع تو پھر کیا کر
 آبرو دار اس سے مرنا ہے
 جان جاتی ہے جب نکلتی ہے
 تو بہ تو بہ یہ بن نکلتے ہیں
 پیش کب ہر کسی کی پستی سے
 فائدہ کیا قصار عمری سے
 ورنہ پھر نامراد رہتا ہے
 صاحب احتیاج دیتے ہیں
 طعنے دید کیے رنج مول لیا
 ایسی چٹنی کہ آج تک نہ بنی
 کسی جانب سے انفعال اٹھیں
 وام سے چھوٹ کر ادھر آتے
 تھا غلط سہ سہرگسان اپنا
 کیوں کیا کیا کیا ہمیں چوکے
 ابد کیا تھی انتہا کیا ہے

آدمی کو خدا آتے یہ خدا کرے
 منہ سے جس بات پر نہیں نکلی
 آدمی کچھ غرض سے دیتا ہے
 بات کا خرم کوئی بھرتا ہے
 یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے
 لوگ چالین ہزار چلتے ہیں
 کوئی ایسوں کی دال نکلتی ہے
 جب ادھر ہی ہو سکے ہی سے
 شاد رکھنے سے شاد رہتا ہی
 کوئی نازک مزاج دیتے ہیں
 اپنے ہی میں یہ زہر گھول لیا
 ایسی بگری کہ آج تک نہ بنی
 کسی جانب سے غلاماں اٹھیں
 پھر تو وہ ٹوٹ کر ادھر آتے
 یہ کہا اب وہ دل کہاں اپنا
 پاس اونکا کیا ہمیں چوکے
 کیا زمانے نے رنگ بدلا ہی

وہ چل جاتے یہ خدا نہ کرے
 دل سے پھر عمر بے سن نکلے
 جب اوٹھادے طمع تو پھر کیا کرے
 آبرو دار اس سے مرنا ہے
 جان جاتی ہے جب نکلتی ہے
 تو بہ تو بہ یہ بن نکلتے ہیں
 پیش کب ہر کسی کی پستی سے
 فائدہ کیا قصار عمری سے
 ورنہ پھر نامراد رہتا ہے
 صاحب احتیاج دیتے ہیں
 طعنے دید کیے رنج مول لیا
 ایسی چٹنی کہ آج تک نہ بنی
 کسی جانب سے انفعال اٹھیں
 دام سے چھوٹ کر ادھر آتے
 تھا غلط سہ سہرگسان اپنا
 کیوں کیا کیا کیا ہمیں چوکے
 ابد کیا تھی انتہا کیا ہے

آدمی کو خدا آتے یہ خدا کرے
 منہ سے جس بات پر نہیں نکلی
 آدمی کچھ غرض سے دیتا ہے
 بات کا خرم کوئی بھرتا ہے
 یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے
 لوگ چالین ہزار چلتے ہیں
 کوئی ایسوں کی دال نکلتی ہے
 جب ادھر ہی ہو سکے ہی سے
 شاد رکھنے سے شاد رہتا ہی
 کوئی نازک مزاج دیتے ہیں
 اپنے ہی میں یہ زہر گھول لیا
 ایسی بگڑی کہ آج تک نہ بنی
 کسی جانب سے غلاماں اٹھیں
 پھر تو وہ ٹوٹ کر ادھر آتے
 یہ کہا اب وہ دل کہاں اپنا
 پاس اونکا کیا ہمیں چوکے
 کیا زمانے نے رنگ بدلا ہی

آگے کیا ایسے ذکر چھیروں میں
 گدڑی اور اوتار عیش و عشرت سے
 دوست اپنا وہ مجھ کو جان گئے
 پھر یہ سمجھے کہ اپنا گھر ہے بھلا
 بولے میری ملافتس میں رہے
 قید خانہ ہے رامپور مجھے
 ایک انداز سے ہوتے حضرت
 کیا کمون میں کہ کس جلیں سو رہے
 پھر وہ سمجھے یہ مری جائے گا
 اور اس کی تسلیاں کر دیں
 مجھے کہنے لگے سو صاحب
 صبر کا پھل ضرور پائو گے
 اب تو اپنے وطن کو جائیں گے
 بات کا موقع و محل دیکھو
 وہ جو دم دوستی کا بھڑا ہین
 ڈرتے دشمن کی دوستداری سے
 دم دلا سے وہ مجھ کو دیکھ گئے

گڑے مُردے عبت او کھیروں میں
 دو مہینے تک ایک صدمہ سے
 مہرب کہنے کو دل میں بان گئے
 عقلمندوں کی داغ و ڈور بلا
 آدمی کیوں پر اسے بس بنیں رہے
 جلد خصت کرن حضور مجھے
 ہرے مسزاز سے ہو کر جوت
 رہے جب تک وہ بائیں سو رہے
 دوپ جا بگاڑ بہ کھائے گا
 جی میں جو کچھ ذکر کچھ بیان کر دیں
 اس قدر مضطرب نہ ہو صاحب
 اسکی راحت بہت اوٹھاؤ گے
 آؤ گے بھی اگر بلا میں گے
 کیا زمانہ ہے آجکل دیکھو
 تم سے درپردہ رشک کر رہیں
 کام لازم ہے ہوشیاری سے
 مجھے آئین کا عہد لے کے گئے

<p>جتنے چلتے کہا خدا حافظ صبح کو وہ اُدھر سوار ہوتے زندگی بھر یہ کب ہوا صد یہ گو سہرا سد لال تھا وہ ہجر</p>	<p>اب تمہارا امرا خدا حافظ ہم اجل کے امید دار ہوتے ہلے کیا تھا جواب ہوا صد یہ اسکے آگے وصال تھا وہ ہجر</p>
---	--

بدگمان نمودن زبان از جانب شیدا و برای امتحان طلب نمودن عاشق زرا

<p>سنے خوبی مرے نصیبوں کی اپنے بگل نے نگھیرتے ہیں او ہوتے دل میں خستہ گر پیدا ہے اوس کے مشیر وہ انسان یہ لگا یا بلاؤ تو اون کو و پھین کیسے میں چاہنے والے کتنے پانی میں ہیں ذرا دیکھو چاہتے ہیں تو اوڑھے آئنگے تم کو بھولا جو دیکھ پالی ہے تمنے دیکھا ہے کیا زمانے کا سحر آمیز اوس کی باتیں ہیں</p>	<p>کہ بن آئی وہاں رسیوں کی میرے رستے سے پھیرتے ہیں او کے سو فتنے لاکھ شہریا آتے ہنکے فریب میں شیطان تم کبھی آزماؤ تو اون کو رسم آفت نہا بنے والے وہ نہ آئیں گے تم بلا دیکھو ورنہ ہر طرح ہچکچائیں گے کہدیا ٹوٹ کر دل آیا ہے و آغ ہے چالیا زمانے کا در و انگیز او سکی باتیں ہیں</p>
---	---

<p>منہ لگایا ہے آپ نے کس کو ملگے ایک تم عجیب اسے تم کرو پاسداریاں اوسکی راست ہو یا غلط گمان و سنا جھوٹی سچی سکھانیوالوں کا آگ پانی میں یہ لگاتے ہیں جگمگازنگ روسیاہوں کا اور ہی کچھ سماگتی اس کو ہو کے خاموش صورت تصویر دُور بیٹھے ہوں کس لئے بدنام واقعی آزماتے ان کو بُو جس سے میں اک غضب میں ہی گیا</p>	<p>ہو یہ کیا بات سوچے اس کو ایسے معشوق کب نصیب اوسکی ایسی نقیب پیر کمان اوسکی کبھی کیجے تو امتحان و سنا ہو برا ان لگانیوالوں کا کب شرارت سے باز آتے ہیں کتنا سنا ہے کینہ خواہوں کا کچھ کہ ورت سے آگئی اس کو جس نے ہر شیر کی تفسیر دل میں سوچا یہ وہ بُت خود کا بھوکا خط بلاتے ان کو بُو نامہ میری طلب میں آ ہی گیا</p>
<h2>نامہ لبر باؤشا و طلب جانباز و شیدا</h2>	
<p>دنکو بچین رات کو بنو اب تیرے دل میں رہو ہماری باؤ اسی طلبگار لذت تفسیر</p>	<p>مجھ کو لکھا کہ اسی مری بنیاب اسی پریشان مضطرب و ناشاد اسی سزاوار چور ہے تفسیر</p>

رشک سودا و درد و خون و تیر
 ای سخن گوی صیوی عجب از
 دل اسیر کنت زلف رہے
 میری کامل ہو تیری گردن ہو
 تیغ ابرو سے دل نوکار رہے
 تیرے دل سے نہ میرا غم نکلے
 اس آئے تجھے ہمارا عشق
 تازہ اک واردات سنتے ہیں
 کوئی کتا ہی چپ لگی ہو اوٹھیں
 سخت دشوار زندگی ہو اوٹھیں
 مفت رورو کے جان کھوڑے ہیں
 کوئی کتا ہی تمپ مرتے ہیں
 ذکر رنج و ملامت سن کر
 لائین تھپہ کا دل کہاں ہم
 تم سے وعدہ کیا تھا آست کا
 تم کا ایک جو سب کو بھول گئی
 دلی والوں میں ایک ہو تم تو

تازگی بخش نام ذوق و نصیر
 ای سخن گوی صیوی عجب از
 تو گرفتار بند زلف رہے
 درد الفت سے لب پر شیون ہو
 ناوک ناز کا شکار رہے
 لب معجز بیان سے دم نکلے
 ہو مبارک یہ پیارا پیارا عشق
 ہم نئی روز بات سنتے ہیں
 کوئی کتا ہی بقیہ دار تھیں
 کوئی کتا ہی چپ لگی ہو اوٹھیں
 کھاتے ہیں پیتے ہیں نہ سوتے ہیں
 کوئی کتا ہی نالے کرتے ہیں
 بھر گئے کان حال سن کر
 سنکے یہ حال ہر زبان سے ہم
 یاد ہے قول اس زلمنے کا
 کس سے ملکر خوشی میں بھول گئی
 بڑے خوش خلق و نیک ہو تم تو

ہو یہ دوری جہاں تو لطف نہیں
 ایسے ہوتے ہیں جو تڑپتے ہیں
 بزم والا کب میں رہتے ہو
 جان کی خیر چاہتے ہو اگر
 کوئی روکے مگر چلے آؤ
 کارسہ کار کا ہبانا کیا
 اور او سپر رہے ملاج خوش
 آج اسپر نگاہ عالم ہے
 عیش و عشرت کے نطف با ہم ہو
 آتے سچا کے پھر تو کیا آتے
 ایسے اہل وفا نہیں کرتے
 عذر بدتر گناہ سے ہو گا۔
 مینے سوچا یہ کیا غضب آیا
 جھٹلے ہو سکے نکل چلتے ڈ
 وضع تھی سارا کچھ نہ بنی
 قدم اوٹھ اوٹھے رہ گیا میرا
 محب کو مہنگی بھی نہیں فرصت

ہم بیان تم وہاں تو لطف نہیں
 لوگ کہتے ہیں وہ تڑپتے ہیں
 چین سے اپنے گھر میں رہتے ہو
 رسم الفت بناہتے ہو اگر
 اوٹھ کے سیدھی ادھر چلے آؤ
 ریل میں اتنی دور آنا کیا
 ہم بلا تین نہ آئیں آپ چہ خوش
 یہ جگہ سیر گاہ عالم ہے
 میمان تم ہو می زبان ہم ہو
 جب کسی نے طلب کیا آتے
 دلبروں سے دغا نہیں کرتے
 گر کسی اور راہ سے ہو گا
 نامتہ دلنواز جب آیا
 دل تو کتنا تھا سر کے بل چلتے
 شکل چلنے کی آہ کچھ نہ بنی
 کارسہ کار نے جو اکھیرا
 ملتی ہو کام سے کہیں فرصت

<p>اک شش رنج میں گذرتی ہے جائے تو نجات مشکل ہے ہو نجاتے کمین ملاں اوسے اوسکے دل کا غبار ایک طرف ریں بھی تھک کے چیخ اٹھتی ہے کیا ہوا خبام کار کیا معلوم قہر ٹوٹے جو دعائے لکھون ہاتھ میں خامہ رہ گیا پہر دن محب کو جانا پڑا یہ حبان لیا کچھ کا کچھ غصہ رہا میں لکھا</p>	<p>زات دن رنج میں گذرتی ہے عذر کیجئے یہ بات مشکل ہے نکتے نکتے پہ ہو خیال اوسے آفت روزگار ایک طرف منزل دوست دور ایسی ہے شکل کیسی پڑے خدا معلوم سوچتا تھا جواب کیا لکھون فکر مضمون میں غرق تھا پہر دن قصہ جانیکا دل میں ٹھان لیا نامہ آخر جواب میں لکھا</p>
--	---

جواب نامہ محبوب بہ طبع خوش اسلوب

<p>کہ مرا نامہ اوس کو پہنچا دے اوس کو جاگر سناؤ حال ملاں جاؤں میں اوسکے ساتھ ازار اگر پہو نچوں مکتوب شوق سو اول تھیں پہنچا دو چلتے پھر تو پیام</p>	<p>یا خدا وہ فرشتہ بجا دے کاش میرا ہی کاتب اعمال کوئی جائے جو گرد باد اودھ انے فغان اپنی زور میں بچل اسے مہمہ و گردش ایام</p>
--	---

ہو کہ ہر قاصد سلیمانی
 اسے ہوا بازوؤں میں تو ہر کے
 بیچل اسے چسپج تو ہی سہا
 ابر تراشک ترکو تو یسا
 یوں ہمارا سلام پہنچانا
 اسے مری جان جان سے بہتر
 اسے مہ آسمان زیبائی
 اسے بت لاجواب میں صدقے
 شوخ روشوخ چشم شوخ کلام
 مجکو تیرے سچ نکو کی قسم
 تیرے اقرار و سبام کی قسم
 اپنے آزار و رنج و غم کی قسم
 تیرے قدموں کی تیرے سر کی قسم
 مصحف روی پر ضیاء کی قسم
 تو ہے اسے مہ جہاں پیش نظر
 سامنے دوسرا نہیں آتا +
 جہول کر تب کو میری یاد آتی

کہے اُس سے مری پریشانی
 کھولدے پر مے کجوتر کے
 کہ نجائین یہ گردشیں بیکار
 برق سوز جبکہ کو تو یسا
 یوں ہمارا پیام پہنچانا
 جان سے کیا جہاں سے بہتر
 جان خوبی جہاں زیبائی
 اسے سراپا حجاب میں صدقے
 خوش ادا خوشخوارم خوش اندام
 اسے ارمان و آرزو کی قسم
 عہد کی قول کی قسم کی قسم
 دلخ کے درد کی اطم کی قسم
 اپنے دل کی قسم جبکہ کی قسم
 جھوٹ کتنا نہیں خدا کی قسم
 ہو تیرا ہی خیال پیش نظر
 آتے دیکھنا نہیں آتا
 دل ناشاد کی مراد آتی +

نہیں کہتا ہوں میں خوشامد سے
 اس قدر وہیل کون کرتا ہے
 یہی اک دن تیری قسم ہوگا
 تجھے انصاف چاہتا ہوں میں
 آفتیں جتنی ہیں خدائی میں
 زندگانی سے اس پر مجھ کو
 گو زمانہ ہو چاہئے والا
 تم بلاؤ نہ آؤں کیا ممکن
 میری عزت کو تم بھی جانتی ہو
 سب سے ہی تیری آرزو بڑھ کر
 رشک اٹھا کر مجھے نہ مرنا ہو
 یہ نگاہیں کہیں نہ چھب جائیں
 بات کب ناگوار اٹھتی ہے
 داغ کھاؤں خدا وہ دن نکری
 خون دل عاقبت نہ ہو جائے
 آدمی آبرو نہ کھو کے رہے
 داغ در عدل سے بہت ہو

تیرے احسان ٹپہ کئے حد سے
 ایسے احسان کون کرتا ہے
 کہ مرا سر ترقی قدم ہوگا
 چشم الطاف چاہتا ہوں میں
 میں نے جھیلین تری جدائی میں
 تیرے ملنے کی آس پر مجھ کو
 نہیں مجھسا نباہنے والا
 ہے سراسر یہ بات ناممکن
 میری غیرت کو تم بھی جانتی ہو
 آرزو سے ہے آبرو بڑھ کر
 زہر کھا کر مجھے نہ مرنا ہو
 ہم نظر سے تری نہ گر جائیں
 داغ سے کس کی عار اٹھتی ہے
 رشک اٹھاؤں خدا وہ دن نکری
 سفر آخرت نہو جائے
 کیا رہے گرجھیر ہو کے رہے
 یہ مسافر وطن سے بہت ہو

<p> جُول جاؤں تمام گھر کے فرسے جانے والے جانتے ہیں مجھے زینت افزای بزم میں ہی ہوں یہ دل ارمان سے نہیں واقف اس جہین پر ہو خاک بیت اللہ جس پہ قرآن ماہ پارے میں میری آنکھوں سے دیکھنا جائے یہ وہ بینی جو سو گئے بو و فسا کہ تمہارا ہی نام لیتا ہوں حرف مطلب سے آشنا ہو اب ہمارے سوال کیا جائیں کب کلمے حرف مدعا کہتے اس بیان سے پیام کو رونق اس بیان میں جہان کی شوخی بات اچھی سنی بُری نہ سنی اپنے پیگانہ کے کٹ پدہ رکھ دست معشوق ہی حائل ہو </p>	<p> میں اوٹھاؤں وہ اس سفر کے سب اہل تمیزاتے ہیں مجھے + رونق آرا سی بزم میں ہی ہوں یہ سراحسان سے نہیں واقف سر جھکا کر وہ ہیں خدا آگاہ اسی آبرو کے وہ اشارے ہیں ان نگاہوں کو کوئی نہ جانے وہ طبیعت کہ جہین خوبی فسا بس ہی ہر دم یہ کام لیتا ہوں کبھی سرد گرم التماس نہ ہوتے مفت کی قیل و قال کیا جائیں لب کھلے تو تری دعا کے لہو اس زبان سے کلام کو رونق اس زبان میں بیان کو شوخی + کبھی اس کان سے بدی سنی یہ وہ گردن نہ جو خمیدہ رکھ بار احسان خمیدہ زائل ہو + </p>
--	--

<p>آئینہ گرد میرے سینہ سے مخزنِ علمِ داغ کا دل ہے انتخابِ زمانہ ہے یہ جسک ہاتھ پیدا ہوئے عطا کئے ہی یہ دربارِ شاہ کا صدف اوسے سرکار سے ہوتی تسلیم نیک و بد بجا دیا تم کو میں نہ لکھتا کبھی مگر لکھا یہ دعا ہے کہ تیرا رہو ہو تم کو اللہ شادمان رکھے دل کی یاد میں حجاب رہے خطِ روانہ اور ہر شتاب کیا با خدا میری منزل آسان ہو</p>	<p>کہ یہ سینہ ہی پاک کینہ سے معدنِ حلمِ داغ کا دل ہے پر تجھارا نشانہ ہے جسک پاؤں ہیں منزل و ناک کئے اوسے عالمِ پناہ کا صدف اوسے دربار سے ہوتی تسلیم حال اپنا بتا دیا تم کو قدر دان تم کو جانکر لکھا میرے حق میں وفا شہرا ہو عمرِ مجھ پر مجھ پر مہربان رکھے ساتھ شوخی کے اضطراب رہے اس طرف سے پائے کیا منزل آسان مشکل آسان ہو</p>
---	--

روانہ شدن عاشق شیدا جان واپر اسطنت کلینتہ

<p>ملکی جب حضور سے رخصت کہلنے اوٹھا اخیسیرا قسمت جا کر اپنے وطن میں جی نہ لگا</p>	<p>میں ہوا راپور سے رخصت راہرو میں تو رہنہا قسمت اس بنا کر کہن میں جی نہ لگا</p>
---	--

جلکے ولی سے لکھنؤ پہنچا
 بہت اُجڑے ہوئے مکان دیکھی
 جو کچھ ارمان تھا نکال لیا
 خوب آنجم نے میہمانی کی
 راہ میں کانپور الہ آباد
 اتنے میں آگیا عظیم آباد
 پیشوائی کے واسطے اجاب
 بہت اشخاص یک یک آئے
 کوئی تھمکولے ہی جاتا تھا
 کوئی کتا تھا سرے گھر چلے
 ہوئی لوگوں کی حقیقتیں کیا کیا
 جھکو یہ فکر تھی کہ بھڑپھٹے
 یہ وہ ہیں نامِ خلق ہے جسے
 متقی پارسا بہت دیکھے
 خوش گلو بھی کئی مئے میں نے
 مہلو فرصت ملی نہ یاروں سے
 ایسی غفلت کہیں نہیں دیکھی

ہمہ تن شوق و آرزو پہنچا
 مٹنے والوں کے کچھ نشان دیکھی
 شہر کو خوب دیکھ بھال لیا
 اور بھی سب نے مہربانی کی
 میں نے دیکھے گریہ خراباؤ
 تھا مجھے اُسکا شوق حد نہ پاتا
 آئے تھے شوق و دید میں بیابا
 اپنی اپنی سواریاں لاتے
 کوئی ناحق کا حق جاتا تھا
 آئے اس طرف ادھر چلتے
 رہی آپس میں کشمکش کیا کیا
 میرزا اشغل آئے جیہٹے
 آدمیت مراد ہے ان سے
 خوش بیان خوش ادا بہت دیکھی
 خود برو بھی کئی مئے میں نے
 روز ملتا تھا میں ہزاروں سے
 یہ مروت کہیں نہیں دیکھی

کوئی نکلانہ آرزو کے سوا
 غیر سوہمس جلہ تو خب کہاں
 کھل لی پڑ گئی قسیموں میں
 اپنے معشوق کی خوشی سو غرض
 اشک شادی تھا قطرہ شبنم
 کھلے جاتے تھے پھول بستہ کے
 بار پھولوں کے بار تھے اوس کو
 دہبہ دم روک ٹوک ہوتی تھی
 مگر ایسا کہاں طبیعت دار
 اور او سپر ہارے جی کی خوشی
 قہقہہ لب پر آبی جانا تھا
 ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں آتی تھیں
 بزم میں اک بہار کی گرمی
 پر وہ عطر خا میں ڈوبی تھی
 دلکش اسقف پر عجب جلے
 چو دہوین دان کو وہ بلی کی سیر
 دل لگی تے تھے سیکڑوں چرچے

بزم آرا تھے سب عدد کر سوا
 میری محفل میں دخل غیر کہاں
 عیش ساعیش تھا نصیبوں میں
 ساری دنیا میں کیا کسی سو غرض
 برات بھر تھا خوشی کا وہ عالم
 سکتاتے تھے لب جو لب کے
 پھول بھی ناگوار تھے اوس کو
 ہر گھڑی نوک چوک ہوتی تھی
 گرچہ دیکھے بہار صورت دار
 قاب دید ہر کسی کی خوشی
 خود بخود دل کھلا ہی جاتا تھا
 کالی کالی گھٹائیں آتی تھیں
 آتش حسنِ یار کی گرمی
 گرچہ اکشہ ہوا جنوبی تھی
 چاندنی کے تمام شب جلے
 یاد ہے ایک رشک گل کی سیر
 ایسی صحبت میں کیوں نہ دل چرچے

رات عیش و نشاط میں گزری
 مدعی لاکھ ڈر دکھاتے ہیں
 داغ سے رسم التفات نہ جائے
 لوگ سب خوش فحاش و خوش کسب
 ہنسے سرگرم اتھا اور ہے
 دوست با وضع ہر کمان پیدا
 میری رخصت کے دن تمام ہوئے
 جلد حاضر ہو یہ پیام آیا
 پھر تو میں ایک دم ٹھہر نہ سکا
 اس طرح کس طرح سے رہ جاتی
 دل خدائے دیا غیور بہت
 گوئیگوار حیدر گئے نکلے
 یہ شرافت کا مقتضی ہی نہیں
 کہ بیستہ سو روزگار ایسا
 کچھ تنہا نہیں رہی مجھ کو
 میری رخصت سے اونکو میری
 فکر نشویش رنج تھا غم تھا

صبح تک اختلاط میں گزری
 وہ جو کہتے ہیں کہ دکھاتے ہیں
 سہر بھی جلتے تو جلتے بات نہ جا
 اہل تیز و صاحب تہذیب
 عبد رزاق شاد شاد رہے
 داغ اس وضع دار کا شید
 عیش و عشرت کے دن تمام ہوئے
 اور سر پر میرے پیام آیا
 دلکی صورت قدم ٹھہر نہ سکا
 ہوتے باؤن برس ملک کھاتی
 تھا یہ پاس ملک سے دور بہت
 تو نہک چھوٹ چھوٹ کر نکلے
 کہ شہر نفون سے یہ ہوا ہی نہیں
 اور آقائے ناہدار ایسا
 کونسی شے کی ہی کمی مجھ کو
 کہ یہ رخصت نہ تھی قیامت تھی
 جو عن نغمہ شور ماتم تھا

خونِ دل بھی کمی سی کرتا ہی
 لوگ سامانِ عیش کرتے ہیں
 شبِ فرقت جو آہ کرتا ہوں
 آہ فریاد کون سنتا ہی
 دردِ دل ہمیشہ نہیں سنتا
 کون یہ حال زار دیکھ سکے
 دستوں کے کلچے پھٹتے ہیں
 گڑھے بھی اثرِ فغانِ بہی
 دین یہ قدرہ سنو نہ آئی موت
 یہ وعادے ہیں بشرِ محکو
 تجھے جو پروانہ سوزِ الفت کو
 پندگو اپنی اپنی کہتے ہیں
 نغمے دیدیکے لوگ ہنستے ہیں
 ہو رہی ہیں ملامتیں کیا کیا
 طنز کرتے ہیں یہ لطیف و ظریف
 اور ساہرا جو دلِ مسیلاخ
 ہمت و بھین وہ جو بردہ کو کہاں

دیدہ ترہنسی سی کرتا ہے
 داغِ ارمانِ عیش کرتے ہیں
 تو خدا کو گواہ کرتا ہوں
 واو بیداد کون سنتا ہی
 کوئی سنتا نہیں نہیں سنتا
 کون یہ انتظار دیکھ سکے
 دشمٹوں کے بھی دل اوتھتے ہیں
 خاک ہوں جلکے پڑیاں سی سی
 کاش آئے مجھے پرانی سیرت
 کھا گئے کوس کوس کر محکو
 اب وہ چلتے ہیں میری صورت
 زخمِ دل پر ناک چھرتے ہیں
 روز تیرون کے میٹھ برستی ہیں
 ٹوٹی ہیں قیامتیں کیا کیا
 کہنے کیا ہے اب مزاجِ شریف
 بیشتر مرگ سے ہے واویلا
 ہم سنیں تو وہ خوش گلہ و کہاں

وہ تو مہر و وفا کا تپلا ہے
 حضرت دلغ واہ کیا کہنا
 کیا مروت اسی کو کہتے ہیں
 اوتارے جو امتحان میں پورا
 کنج گئے اور بھی بلانے سے
 نہ کہلنے کی اس سے ایسا رہا
 آجی بے نیاہ نبھتی ہے
 آجکاد م بہت نعمت ہے
 اب بھی تجھ کو یقین ہو کہ یہ
 شوخ فقرے شرارتیں دھین
 اولے الزام تم کو ملتے ہیں
 عذر انکار حیلہ ہوتا ہے
 آپ کے خیر خواہ وہ ہی تو ہیں
 بھبھکھو لین ہماری کیا طاقت
 اون سے اپنا وطن چھٹے کیونکر
 مر بھی جاؤ گے تو نہ آئیں گے
 ہنسو جھٹک کر تھلین سلام کہیں

تھے دیکھا ہوتے برتاری
 ایسی ہوتی ہے چاہ کیا کہنا
 مہر و الفت اسی کو کہتے ہیں
 ہو وہی آن تان میں پورا
 جان جاتی ہے جلا آنے سے
 دلربا وہ جو اپنے پاس رہے
 یا طرفہ یہ رسم و راہ نبھتی ہے
 مہر و وفا سے یقین الفت ہے
 دل میں کچھ شرمگین ہو کہ نہیں
 کچھ خطوں کی عبارتیں دیکھیں
 خوب العام تم کو ملتے ہیں
 غیر کا جب وسیلہ ہوتا ہے
 غیرت مہر و واہ وہ ہی تو ہیں
 ہم جو لین ہماری کیا طاقت
 صحبت انہیں چھٹے کیوں کر
 یوں ہی تڑپائیں گے رولائیں گے
 وعدہ کیا اگر کلام کریں

یہ تو مانا و فاشعار بھی ہیں
 جھوٹے قول و قسم نہیں کرتے
 مساپٹیا جو کے بیچ ہے
 نام روشن کیا زمانے میں
 در بدر اور کو کبو رسوا
 عمر بھر جو نہیں کیا وہ کیا
 کیوں بگڑتے ہو خیر لو نہیں ہی
 وہی دنیا سے اک نرالے ہیں
 پاکہ امن میں پار سا کہتے
 کج ادائی او ٹھین نہیں آتی
 ابھی وہ اور بات کیا جائیں
 پاس قول و قسم او ٹھین ہی تو ہی
 پاک طینت نہیں کوئی اونسا
 اونپر ایمان لائے بیٹھے ہیں
 سال دو سال تو یہ حال رہی
 آؤں ہر صداؤں تکو
 تمو سجا میں اعتکاف کرو

یہ تو مانا وہ وضع دار بھی ہیں
 یہ بجا ہی قسم نہیں کرتے
 تم بڑے چین سے ہی بیچ ہی
 دہوم ہے جا بجا زمانہ میں
 یونہی ہوتے ہیں چار سو سو
 پیشتر جو نہیں کیا وہ کیا
 نسبی وصل غیر یونہی ہی
 سارے معشوق دیکھے بھال ہیں
 بیوقوف جھوٹ با وفا کہتے
 بیوفائی او ٹھین نہیں آتی
 بھولے بھالے ہیں گھات کیا جائیں
 آپکا بیچ و غم او ٹھین ہی تو ہی
 خوبصورت نہیں کوئی اونسا
 آپ دہونی رائے بیٹھے ہیں
 اپنے محبوب کا خیال رہی
 نہیں جتنا کوئی حسین تمکو
 کیوں کسی بت پہ ہاتھ صاف کرو

<p> بخشو آئین گے وہ قیامت کو مرد ایسا ہی صبر کر ڈالیں اپنے مطلب کی بات چننا ہوں کوئی تقدیر میں نہیں آتی نگہ یاس آسمان کی طرف محک و جنت سے کیوں نکال دیا کوئی فسر یاد رس نہیں میسر بخت بیدار سو گیا کیا آنکھوں آنکھوں میں رات کتنی ہے کیا طبیعت اوداں رہتی ہے ہجر میں بھوک پیاس ہی کس کو بیخفا ہوں قصور بھی تو نہیں کس قیامت کے دن گذر دین مجھے معشوق چھٹ گیا کیا صحبت یار ہو گئی بھرم کہ وہ جلے نظر میں پھر دین رات کیا بات کا فرانہ رہا </p>	<p> ترک کرنا نہ مہر و الفت کو دل پہ ہر وقت جبر کر تے ہیں چپکے چپکے ہر اک کی شنا ہوں کوئی تدبیر میں نہیں آتی کان ہر شخص کے بیان کی طرف اتنے فلک کس بلا میں ڈال دیا اسے فلک تجھ پہ بس نہیں میسر دل کو آزار ہو گیا کیا کاہش غم سے روح گھٹتی ہے دل میں ہر وقت یاس رہتی ہے ہم جینگے یہ آس ہے کس کو یہ سزا میں ضرور بھی تو نہیں ہائے جیتے ہیں ہم نہ مر دین خانہ عیش لٹ گیا کیا رات دن جی رہے ہیں مر کر ہم ہم پریشان گھر میں پھرتے ہیں کوئی دن رات کا فرانہ رہا </p>
---	---

کون ہے التفات کس سہو کرین
 دیدہ منتظر ہے چار طرف
 درد اوٹتا ہے دل میں ہر ہر
 سوز پہنان سے گرم گرم آہیں
 وہ طبیعت بنیھانے والا
 دل باہے تو باؤنسا بھی ہر
 گرچہ لمبا ہے مہربان ایسا
 یا الہی نجات غم سے ملے
 ورنہ اوٹکا خیال بھی نہ ہے

ہم کنایہ کی بات کس سہو کرین
 دل رشک آتشنا ہزار طرف
 بیٹھ جاتا ہوں ماسی دل لکر
 ناتوانی سے نرم نرم آہیں
 سیر سی حسرت نکالنے والا
 شوخ ہی صاحب جیا بھی باہی
 نہ ملیگا مہربان ایسا
 وہ سراپا حجاب سے ملے
 اب ہی جیسا یہ حال بھی نہ ہے

قطعی تاریخ طبع از تہذیب فکر رسا و عظیم شہسوار حسن صاحب تاسیس

شوقی آشوب کر فکر داغ عشوہ انگیز شوقی بنو	کرد و موسی کار فرمائی شد سخن آفرین تماشائی	خامہ سحر آفرین او شوقی چہ نگار آفتابا	بست نیرنگ شش آرائی جملہ مضمون شکرہ کجائی
جست ترکیب لہریا او پشت الفاظ دلکش بند	بر بلا سے سیاہ بلائی طرز عبارت گرشکیائی	معنی اوست غمزہ پرور مصرعہ شوخ اوست نازگ	محمکد از جوف زلفائی بر الفت قاسمان بیٹائی
لالہ چون دید باؤنتر می کند ربط مصرعین بلا	بست درد دل ہوا جلالائی ہمچو تصویر ز پر بالائی	ہست بہت چلبہ شوق شد در گوش سبب این فرود	غشہ در لباس زیبائی ہست محروم چشم بینائی
برنگارم چو در شای داغ بندہ در گوش سخن گوئی	ہست درد سخن تو انائی طرز گوئی سہو فریبائی	عمر او داغ دیدہ پیریت حرف گفشن سبب ممالیح	طبع از بلبلہ گاہ برائی ہست درد از مجال گوئی

ذوق کرد خوب صحبت	کرد در طبع عقل آرای	شاهد دماغ را چو کرد جلال	مشتی گشت خیل سودائی
	گفت تسلیم سال طبع او	آفت دین فتنه آرای	

تاریخ مشنوی نتیجه طبع جناب منشی محمد شهباز صاحب نسیم پهلوی تالیف حضرت مصنف ملاحظ

مشنوی ده مرتبه استادگی	جگانه بی بنین در مکن	ختم کاسال کلمه نویسیم	تخمینه شاعر قدسیان
------------------------	----------------------	-----------------------	--------------------

تاریخ طبع از جناب منشی محمد امیرالت صاحب تسلیم ملازم سرکار رامپور

چون در طبع این دانش	ز فکر ما بر عالی مقام	نوشته مصرعہ تاریخ تسلیم	کلام شاعر شیرین زبان
---------------------	-----------------------	-------------------------	----------------------

ریخته قلم منشی فاضل شیخ غلام قادر صاحب گرامی تخلص ملازم ریاست حیدرآباد دکن

بیا از بیل کلک خوش بنام	بج دماغ سر کن لغزه بچنگ	فضاحت خنده صبح خیاش	بلاغت لغزه مرغ کماش
بلندی از دماغش بهر زرد	لزالت باغیاش شیر خور	بهارستان صبح زندگانی	ادامهم رموز نکته دانی
اگر جز در دستک برین	رساند مرغ معانی در کندش	چنان در مشنوی شد پهلوی	که سحرش خطاکت بر حرف بجا
کند کرد در غزل گویشانی	فغانها سر در روح خفانی	بیدار آن قصاید چون آید	گره از خاطر حرفی کشاید
اگر با مشنوی الفت گیرند	نظامی در پس آتش بنند	ز رشک آن محیط خوشخالی	بود غرق عرف فکر ذلالی
ز سر عالم بالا خست گیر	که خاند سر نوشت خط لفظ	چنان تمثیل بر داده روح	که از فکر غنی گیرد خست سراجی
به بود آن مستی آرزو گویی	ز لطف گوئی در تاریخ گویی	بگفت بهر رقم گر خامه گیر	دیر چرخ از دستت بهیرد
چون شاگردان بردش مکنند	فلاطون را بنجدت کم سپند	عطار و چاکرش خورشید	ز شاگردش پا بر چرخ دارد
چنان در نوشته بسی دسترنج	که میر چرخش را پنجه بر دست	ز بهر طلی که خوانی یاد دارد	ز بهر سخن که دانی یاد دارد
راغ خوشنودی را تیسر	بود مهر صحبت را عزیزت	نزدش را اگر سوگند نوره	نجات گوهرش از سجده کرده
دعا قلمی سنی را بر سر	به نرم مهنی آگایان ز نظیر	ز قدر مرتبت عالی جناب	سپهر مردمی را آفت لب لعل
سر و سر کرده صاحب کلام	بقلم خاطر رنگین خیالان	اگر مرغ خیاش پر کشاید	خیال عقل کل از یاد آید
صفت فطرت هم اسرار معانی	شاسای مزاج نکته دانی	حیا پر دوده نوز گامش	ادب یک گوشه طرف کاکش
	نیاید از زبان نکته پرورد	گر آخی در صفت قاف سخنور	

قطعه تاریخ طبع مثنوی سرادوغ بار اول رنجہ کلک جواہر سلک شاعر عظیم المثل
مورخ بالکمال جناب منشی محمد فیروز شاہ خالص صاحب فیروز میر اخبار و رپورٹ فاران
اخبارات ریاست رامپور شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی مظلہ العالی

یہ مضمون عالی مثنوی میں کہ حاصل جس سے معنی کوڑی
مجھی مثنوی فیروز حیدم لکھی تاریخ نظم در مثنوی

ایضاً بار سوم

آستانہ جهان فصیح اللک	وصف تیرا ہر اک بان پر	بیل ہندی خطاب ترا	تیرا داغ ہر سخنو در
آج بچتای روز گاہی تو	سند میں تیرا کون مہر تو	سرزین سخن کا گل ہو تو	آسمان سخن کا اخیر تو
کیوں مضامین نون بلند تیرے	انج پر آجکل مہر ہو	شاہ آصف مین قدردان تیرے	یہی پر جا جان مین گھر گھر
میں کردن مثنوی کی کیا لہجہ	کہ یہ بہتر سوچی تو بہتر تو	شاعری کہئے اس کو یا الہام	ایک سے ایک شعر پر کہو
لذت وصل کی کہانی ہے	در وقت کا ایک فہری	ہو زبان مین تری عجب تیری	کسین نشتر کسین پہ خجری
اس سے بیدار مین گو ہر مضمون	ذہن ہو تیرا یا سمندر تو	وہ مضامین مین کہ صل علی	ایک سے ایک شعر بہتر تو
حاصل مین سعاد مین کہئے	اسکی ہر ایک بیت خجری	ہر رگ جسم نکتہ مین کہئے	اسکا اک ایک لفظ خجری
آج پھر مین نے مثنوی دیکھی	جوش پر پھر یہ دیدہ تر تو	کہی شعرون نے کچھ عجب تیرے	جان بیکل ہی روح مضطرب
داغ دل کس طرح دکھاؤں مین	درد دل کیا کمون کہ کیوں کہو	ہو خدا کی عطا زبان تیری	نہ یہ جادو ہے اور نہ
بند شین صاف چاہے فہری	آباری مین آب گوہر ہے	تیسری بار پھر ہوئی مطبوع	مثنوی وہ جو روح پر
ذہن حار مین کی مثل نکتہ گل	روح عشاق کی معطر ہے	مین نے تاریخ یہ کی مین	مثنوی یہ ہی یا گل

قطعه تاریخ طبع مثنوی اشفاق علی صاحب مضطرب اور آبادی مضمون تیرا

چھپ گئی پھر مثنوی حضرت استاد کی دیکھنے کا کہ مضطرب کا بیان تھا
لکھی تاریخ لکھنؤ طبع کی مین لکھنؤ غیب سے آواز آئی اور جان

تقریظ نتیجہ ذہن آسمان پیمای منشی محمد ممتاز علی صاحب ممتاز شاگرد رشید حضرت
مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ

بہار آبی محبت پران روزوں ہر دل کی | جائزین چنگیان سیتی ہیں مقارین عنادوں کی

محمد رب العالمین۔ اور نعت ختم المرسلین کے بعد ذرہ بمقدار ممتاز سراپا نیاز مدعا طرز پر کہ باغبان طم زلی
نے گلزار علم کو وہ بہار عطا کی ہے کہ بیان آتے خزان کے پر جلتے ہیں۔ اس باغبین ہر روز نوبت نازہ تیار
شکوہ سے نکلتے ہیں۔ اس باغ کا روز نازہ پھول شعر کی جسکی بہار روز بروز بڑھتی جاتی ہے جسکی جوانی دن
پر بڑھتی جاتی۔ اسکے آگے بلغ رضوان کی بہار خزان سے مشابہ ہے کہ یہ ہر ایک کا حصہ نہیں جسو خدا کی وہ لے
جسطح فخر نظامی و جامی ذوق و شوق حضرت نواب مرزا خان صاحب مدظلہ العالی کو سبدا
فاضل ہی بہ نعت عظمیٰ ملی ہے۔ خفا ہر ایک شعروں میں چنگیان لیتا ہے اور فرہ یہ ہے کہ چنگی کا زخم نیا فرہ دیتا
بہار نسیمائے انکے دست قدرت میں ہے۔ جو بات کسی کے وہم میں نہ ہو وہ انکی طبیعت میں ہے۔ عاشقانہ رنگ انہر
ختم کی ہر شعر کا نیا انداز ہے۔ یارب یہ شعر ہے کہ اعجاز ہے۔ ایک ایک شعر عاشقان خستہ جگر کا ایمان۔ ایک ایک
بیست بیدان آشفتمہ سرک جان۔ ایک ایک شعر فصاحت کا خزینہ۔ ایک ایک شعر لطافت کا گنجینہ۔ ہر شعر
میں شوخی کوٹ کوٹ کر ہے۔ ہر فرد میں انداز جو پری ہے مذاق اسطرح دل میں گدگداتا ہے جسطرح شوخ و طعنا
معتوق دل بچھاتا ہے۔ بلا کی شوخی ہے۔ غضب کی رنگینی ہے۔ ستم کی شرارت ہے تہر کی بچھینی ہے۔ جو شعر سننا ہی نہیں
نام لیتا ہے۔ جو غزل سننا ہی دل تھام لیتا ہے۔ ہر شعر کا نیا انداز نیا ٹھاٹھ ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ شاعری کے
دراست خوب ملحوظ۔ تمام کلام سہر سے پاک۔ ایسا شوخ و بیباک کہ معشوق ستم ظریف کی باتوں کا فرآئے غزل
کی توڑ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی قصیدہ کہا تو عالم بالا سے بلند۔ ششوشی کہی تو ایسی بجان اللہ جسے
سنا انہیں کا کلہ ٹپھنے لگا۔ انکے کلام کو سہر سامری کہوں تو بے ادبی ہے اس لئے سحر حلال کہتا ہوں
لیکن تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ سے طلاق۔ واہ سے فصاحت۔ مصرعہ کی کہ بروی دلدار۔
شعر کی کہ معشوق کا سنگھار۔ طبیعت میں بلا کی روانی ذہن میں ستم کی جولانی۔ ہر شعر میں معشوق کی ادا ہے

مسند ترجمہ ذیل کتابیں السید ابن علی نیچر اخبار سیر عظیمہ اور اباہد المکتبی

کلمات طیبات - ایک ضخیم مجموعہ مکتوبات کا سلسلہ بنی فارسی میں جسے کتب تیار ہوا ہے۔ مکتوبات کی کتابیں گویا معرفت کی کانچ ہیں جو مسلمانوں کے ایمان کے لئے ایک خزانہ ہیں اس میں حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی - حضرت میرزا غلام علی صاحب دہلوی - حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی - حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے صرف مکتوبات ہی نہیں بلکہ علاوہ مکتوبات کے ملفوظات اور فصاحت اور وصایا اور کلمات قدریہ وغیرہ کا بھی ذخیرہ ہے۔ آخرین ترجمہ اسلام آباد اور سہ ماہیہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم کا رقم کیا گیا ہے قیمت صرف (دو روپے)

مسئلہ عرفان - یعنی مفصل شرح عمری حضرت خواجہ امجد علی الدین شیبلی اجپوری - یہ کتاب سلسلہ مدینہ ہوا اس میں حضرت کے ذکر حقائق اور اقوال - اوراد و وظائف وغیرہ سب کچھ ہیں اور لفظ ہر کلمہ پر مومنین کے تمام مرشدین و مدبرین کی سوانح عمریوں بھی مختصر طور پر یا شہ پر مدینہ میں اور اخیر میں حضرت کی نسبت میں نسبتاً عمدہ نظم کا نام ہے قیمت صرف ۲ روپے تا سید الاسلام یہ رسالہ راجپور میں جاری ہوا تھا جسے مختلف نسخے موجود ہیں جسے مطالب کی خوبی دیکھنے سے ظاہر ہے قیمت ۲ روپے تا سید الاسلام حضرت بلال کے مشہور فلسفہ کو نہایت عمدگی سے تبصیر کیا ہے جسکو مودود خان اور اہل محبت عزیز رکھتے ہیں قیمت ۲ روپے تا سید الاسلام ڈاکٹر انندی بانی جوڑی - یہ ایک نادر اور عمدت کی وجہ سے سوانح اور اسکے امکا کے سفر کا آئینہ اور اس کی عمرہ کو مشنوں کا سماجی فوٹو ہے۔ تمام مہذب دنیا کے نام سے واقف ہو مہذب تھمیں کو اسکے ملاحظہ کی ضرورت ہے ۱۳ ششوی شریا و داغ - نواب مرزا خاں صاحب داغ کی مشہور ششوی جو قابل دید ہے قیمت ۸ روپے ششوی جہانستان گورنمنٹ اسکول مراد آباد کے دو طالب علموں کے مشہور سماجی تصنیف کو گزارش کی جو میں ہوا آخرین جہت چیز ہے۔ عاشق کاکون میں ڈوب کر مرنا اور اسکے اصلی خطوط اور کرتے میں رنگن کا نذر پڑا تصویر جہاں لگی ہے قیمت ۲ روپے تا سید الاسلام حفظ صحیح - یہ دور رسالہ تعلیم طلباء کے لئے نہایت مفید ہے قیمت ۱ روپے تا سید الاسلام قدرت عثمانیہ فلسفہ کے بیان میں قیمت ۳ روپے تا سید الاسلام عالم علم ہست میں قیمت

رسالہ میرزا ہادی غلام محلی دہلی کا نذر ہے میرزا علی رضا شریعہ دار المذہب دہلی کا نذر ہے
دیوان شجرون - مع داروغہ و شوی بالکل تیرہ ششوی ہر صفحہ میں کی خوبی دیکھنے سے متعلق ہے قیمت ۱ روپے
رسالہ رود شرب خانہ خراب قیمت ۳ روپے تا سید الاسلام یعنی ترجمہ نسخی و شرح نسخی - علم کلام میں ریاضیہ ہے قیمت ۱ روپے تا سید الاسلام نواب میرزا خاں صاحب داغ کا پہلا دیوان قیمت ۱ روپے تا سید الاسلام
خبر خوشیوں - یعنی نفس نصاب عمری ہولی بن قیمت کاغذ بہری دو روپے فیصد (۴ روپے) وفاق عمر بہری فیصد (۲ روپے) کاغذ ساہ جیسے ہر فیصد (۱ روپے) اتفاقاً یہ جیسے ہر فیصد (۱ روپے) اور عقل کل ۳۲ جلدوں میں مشلوہ صنعت
دوسری جلد علم حروف - بالشریہ شہریہ جلد کلہ سے حروف بالشریہ و عربی جلد کلہ سے حروف بالشریہ و عربی
تین جلد سیر افلاک - مع نقشہ جات فلک اور جنات اجنادین وضع و شرح ۶

جو کہ حق فیض شہری ہذا جناب حضرت صاحبزادہ سید عظیم علی صاحب فرمایا ہے لہذا اس کی سب سے زیادہ قیمت ۱ روپے
 داخل جہت گورنمنٹ کراچی ہوا اس سے پہلے کہ یہ صاحبزادہ اجانبہ شہریہ راقم نے لکھنا تھا اس میں درجہ نقصان اور ہائے
 العبد شہریہ (عربی) مالک اخبار شہریہ صاحبزادہ

پہلی سہ ماہیہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم

سیر و دلین گرا میں پی تو میں کنو	ناز کی سے قدم اپنا اٹھائیں کیونکر
مجھ کو چھوڑ گئی اسی یہ بلا میں	دیکھ کر مجمع عشاق وہ بولے ڈر کر
دل میں جتنی ہیں نظریں اور	زہیں ناوک ہیں بھی رنگارنگی چہرے کی
وہ نہیں سکتے ہم انکو سکھانا ہیں	پھر کوئی میں جو انداز وفا کیا حاصل
دل کو چھوڑیں تیری مستانہ اور	سے ماہرہ لگے پھر تو کب جتنی ہی
مال جپ پاس نہ ہو مول کا پیر	دل ہی پہلو میں نہیں بچ سے کی قیمت کیا پیر
اپنی انکھیں تری قدموں میں رکھنا	غیر ہی ساتھ ہی ساتھ کی طرح ہرگز ہیں
ہو کے نازک نہ سر دے دل کو بچ	جو رکے واسطے کی تاب تو ان ہی درکار
وہ اگر جائیں تو ہم آپ میں	تمام در فکر ہمیں صبح شب وصل کی ہو
غصہ بڑھ جائے تہا را لوگ نہ	عمر کا اپنی گھٹانا تو بہت آساں ہو
کس طرح کو کسی دن ان کو	کچھ ٹھکانا ہی ہے اس بے سہ و سامانی کا
کہ سنا کر سنیں ہم عید میں نہیں	چھپے وہ تو خفا ہو گئے اب فکر یہ ہے
ہم تمہیں حشر کو دن ڈھونڈیں	وعدہ سچا ہی یہ تو تباہ و تہ کو
دل لگی کی بوجہ دل نہ	مجھ کو دنیا کی نہیں فکر سمجھ کر واعظ

کسکو دیکھا ہو کہاں نام تہائیں کیونکر
 یاد آئیں گی انہیں میری وفا میں کیونکر
 جو وفا دار ہیں کرتے ہیں وفا میں کیونکر
 مہر ہر چشم سنبھلو پہ لگائیں کیونکر
 پھر لیں جوش سے ہم نبی و عابد کیونکر
 کہوئے جاتے ہوں جو اپنے انہیں کیونکر
 توبہ کرتے ہیں کہیں ایسی طبیعت الہی
 حضرت داغِ عشق کی کہا میں کیونکر

کیفیتِ خوابِ لیشا کی نہ پوچھو مجھ سے
 پورے میرے وہ قبوں میں پہل جائینگے
 جو مہربانی تو کر پھر یہ تماشا دیکھو
 ہر ازل کر نہ کہیں اپنی زبان سے کہیں
 مہربان ہو کے سب کو وہ ہو کر جاؤ پھر
 ایک نظر دیکھتے ہی انکو گئے جوش و آس
 توبہ کرتے ہیں کہیں ایسی طبیعت الہی
 حضرت داغِ عشق کی کہا میں کیونکر

چھجے بادہ خوار کرتے ہیں
 وہ کہاں اعتبار کرتے ہیں
 نذرِ بروردگار کرتے ہیں -
 وہ مرا انتظار کرتے ہیں
 آپ ہی اعتبار کرنے ہیں
 ہمتو دوڑن کو پیار کرتے پھر
 کام جو اختیار کرتے ہیں
 بطورے کاشت کار کرتے ہیں
 کیوں تلاش مزار کرتے ہیں
 وہ نہیں لٹ مار کرتے پھر
 شکوے دو تین چار کرتے ہیں

سیرِ فصل بہار کرتے ہیں
 ہم انہیں جی کو پیار کرتے ہیں
 دل ہمارا نہ لیں بت کافر
 شکر میں مرے حجاز کے
 غریبی بات اور خیر کی بات
 دلربا پہی ہو دل پہی ہو مشوق
 رنگدرتے ہیں عاشقِ جانبار
 نہیں ساتی وہ بادہ کس حلکے
 کیا مٹائیں گے وہ نشانِ میرا
 جان چھپی کسی کا دل لونا
 ہے یہ ہی بات اپنی انکے پیار سے

ان سے جڑ تک نہیں ملتے
دل کی بالیدگی سے دل خوش ہو
ناؤں ناز سے سہ بازار
پہلے چہرہ کو انہوں نے قتل کیا
حال جب بوجھتا ہے ہمسے کو کی
میرے مطلب ہی کی نہیں کہتے
چہنے دیکھ لیں انکے یہ وہ

جن کو امیدوار کرتے ہیں
ایک کو ہم ہزار کرتے ہیں
وہ دلوں کا شکار کرتے ہیں
اب طواف ہزار کرتے ہیں
نار بے اختیار کرتے ہیں
یوں وہ باتیں ہزار کرتے ہیں
صفت کو ہر شے کرتے ہیں

دعا ہے کہ وہ آج کو خوش نصیب کی قدر
کے نام دار کرتے ہیں

عشق میں دل نہیں جو اس کہیں
چپ کا بٹھا یوں کوئی گوش
چھکواں سے بے احتمال و قاف
زہر کہا ہے ہن تک اگر ہم
کہتے جاتے تو ہیں یہ دہر کا سہ
سنا اس جھگڑ کا ہوا
دیکھ گزیروں میں وہ ہر جہاں ہیں
آئیں پانچ دن میں کہتے ہو
دل کی مراد انکی یہ ہر لہریوں
اُس کو کہتے لوگ ہندہ شکن

اسے رہی ہیں اسے پاس کہیں
پہر کے جا ناگون گلہ کس کہیں
نہ غلط ہو مرا کیا کس کہیں
یہ دو آسے دیکھو اس کہیں
ہم یہ نہیں خدا کے پاس کہیں
مشیت ہن کا کہیں حلوں کہیں
حاصلی میں ہر اس کہیں
پانچ دن کے نہوں پچاس کہیں
عاشقی میں ہر اس کہیں
رک جاتے نہ اپنی اس کہیں

جو نہ کہتی تھیں مجھ کو وہ باتیں
شہر و شہر زبیرے عاشق
بلکہ عاشقی ملا ہے مجھے
نظرہ نظرہ بلکہ اسے ساتی

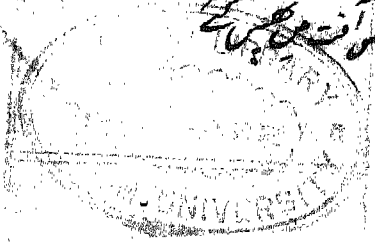
غیر سے ہو کے بد جو اس کہیں
کہیں ذہن نشین شو بچا اس کہیں
شک نہ ہو نہ نہ لیا اس کہیں
اوس سے ہی کچی ہے پیاں کہیں

ہیں سب کو نہیں اتنا
بزم داغ کر باں اتنا
یہیں سو گا وہ اس پاس کہیں

دل میں جگمگاتی شمع سے جھلس گئے
جوں سے اور میں اس سے اس گئے
جس وقت میں نے توبہ کا سامان کر لیا
کھو گئے کمرے کی عشق میں پیمان ہو گئے
دل تنگ تر ہو جو غم و غم بے شمار
رہو سے فرط عشق میں چھوٹا تر ماند
کیوں آئیاں نہ آتش گل نے جلادیا
یہ وہ ان امتحان میں نہ پھیرا دراکوی
لکھیں جو اور کچھ یہ ہماری مجال کیا
میں خودی حشر سے نکلتا تھا کیا کروں

مانند ابران پہ نہ آئے اس گئے
اتنا گور فرق کر کہ پیش نہیں گئے
کچھ بادل آسمان پر آکر برس گئے
اچھے ہم امتحان کی کسوٹی پہ کس گئے
اس گور میں تینے آئے تھے بارہ گئے
ہم آگے آگے مثل صدا اس گئے
بر باد غنڈی بک سب کا رخسار گئے
گو کہ کہ حوصلہ بہت اہل برس گئے
اتنا ہی لکھ کے بھیج دیا ترس گئے
دلہل میں گر کہ کے کی حیرانوں دس گئے

ب آئے اس کا بزم ہے ان کا تانہ
کیا جائے جا کے داغ کس آفت میں گئے



CALL No. ۸۹۱۶۲۳۱ ACC. NO. ۱۲۸۵۹

AUTHOR داغ داغ

TITLE تربیاد داغ

د ا ا ن
۱۲۸۵۹
داغ داغ

Date	No.	Date	No.
JUN 26 1979			

AT THE TIME



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

